بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

دہلی

محدث

نگران اصول
مولانا عبید اللہ صاحب رحمانی
شیخ الحدیث

مدیر مسئول
نذیر احمد املوی
رحمانی

نمبر ۶	ماہ اکتوبر ۱۹۴۰ئہ مطابق شعبان المعظم ۱۳۵۹ھ ہجری	جلد ۸

ماہِ رمضان کی آمد

اور مسلمانوں کے لئے خوشخبری

(از مدیر)

اللہ، اس کی کتاب، اس کے رسول، روز قیامت حساب وکتاب، جزا و سزا، عذاب وثواب، جنت و دوزخ وغیرہ پر ایمان و اعتقاد رکھنے والوں کو اللہ، اس کے آخری پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے فرشتوں کی طرف سے اس بشارت اور خوشخبری کی منادی ہو رہی ہے یَا اَیُّھَا النَّاسُ قَدْ اَظَلَّکُمْ شَھْرٌ عَظِیْمٌ شَھْرٌ مُّبَارَکٌ اے نیکیوں سے غفلت برتنے والو! اور برائیوں سے الفت رکھنے والو! اے رحمت باری کے طلبگارو! اور عذابِ خدا سے ڈرنے والو! سن لو کہ اب عنقریب وہ دن آرہے ہیں جن میں رحمتِ الٰہی کی بدلیاں جھوم جھوم کر برستی ہیں۔ جن میں مغفرت ربانی کے دریا اُمنڈ اُمنڈ کر آتے ہیں اور تمہارے گناہوں کو خس وخاشاک کی طرح بہا کر لیجاتے ہیں۔ جن میں رب کریم اپنی نعمتوں کے خزانے کھولدیتا ہے۔ جن میں سرکش شیاطین کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے۔ جن میں جہنم کے دروازے بند اور رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ یہ بابرکت باعظمت دن وہی ہیں جن کو ماہ رمضان کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہی وہ مبارک مہینہ ہے جس کے استقبال کیلئے جنت ایک سال پہلے سے سجائی اور سنواری جاتی ہے۔ طرح طرح کے بیل بوٹوں، رنگبا رنگ کے پھول اور گلدستوں، قسما قسم کے عطر اور خوشبوؤں اور نہ جانے

کن کن نعمتوں اور برکتوں سے آراستہ وپیراستہ کیا جاتا ہے۔ یہی وہ باعظمت مہینہ ہے جس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَحْصُوْا هِلَالَ شَعْبَانَ لِرَمَضَانَ لوگو! رمضان کی حفاظت کیلئے شعبان[ع] کے مہینہ کو شمار کرتے رہو، تاکہ رمضان کے ایام میں کمی زیادتی نہ ہوجائے۔ یہی وہ بابرکت مہینہ ہے جس میں ہر روز اللہ کی طرف سے ایک منادی کرنیوالا پکار پکار کر کہتا ہے يَا بَاغِيَ الْخَيْرِ اَقْبِلْ اے نیکی وبھلائی کے ذریعہ اجر وثواب طلب کرنیوالے خوش قسمت انسان، آگے بڑھ! کہ دریائے رحمت جوش میں ہے اپنے دامنِ مراد کی جھولیاں جہاں تک بھر سکتا ہے بھر لے، کیا معلوم پھر آئندہ یہ موقع ہاتھ آئے یا نہ آئے۔ جتنی نمازیں پڑھ سکتا ہے پڑھ لے، قرآن مجید کی جتنی زیادہ تلاوت کر سکتا ہے کرلے، خیرات وصدقات کے ذریعہ یتیموں اور بیواؤں، ننگوں اور بھوکوں، بے کسوں اور بے بسوں کی جو جو خدمتیں تیرے بس میں ہوں ان میں کمی نہ کر، کہ تیرے مال میں ان کا بھی حق ہے وَيَا بَاغِيَ الشَّرِّ اَقْصِرْ اور اے شر وفساد، برائی وبدکاری، بدعملی وبدکرداری، گنہ گاری ونافرمانی سے دلچسپی رکھنے والے بدقسمت انسان! تو بھی اپنی برائیوں سے باز آ، کہ یہ انعامات الہیہ کے بٹنے کا زمانہ ہے، اپنے گناہوں پر شرمندہ ہوکر اس کے دربار میں آ۔ اور ان کی بخشش چاہ کہ یہ مولا کی طرف سے مغفرت وبخشش ہی کا مہینہ ہے۔ کسی غریب کا دل دکھایا ہو، کسی کے مال پر ناحق قبضہ کرلیا ہو، کسی کی آبرو پر حملہ کیا ہو، کسی پر بیجا ظلم کیا ہو، کسی کا حق ناحق دبا لیا ہو تو جا ایک ایک سے معافی چاہ، اور پھر خلوص اور سچائی نیک نیتی اور ایمانداری کے ساتھ اس مہینے کے روزے پورے رکھ لو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بشارت کے مستحق بن جاؤ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ (بخاری ومسلم) جس نے رمضان کے روزے ایمان کے ساتھ اجر وثواب کی نیت سے (محض دکھانے اور شرماشرمی سے نہیں) رکھ لئے اس کے سارے اگلے گناہ بخش دیئے جائینگے۔

خطبۂ نبویہ | مسلمانو! یقین جانو کہ اس آنے والے مہینے سے بہتر کوئی دن تمہیں دونوں جہان کی بھلائیاں جمع کرنے کا نہیں مل سکتا۔ اس مہینے کی عظمت واہمیت کا اندازہ اس سے کرو کہ ابھی یہ مہینہ شروع بھی نہیں ہوا تھا، بلکہ شعبان کی آخری تاریخیں تھیں اور ماہِ رمضان کی آمد آمد کا غلغلہ بلند ہو رہا تھا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجمع عام میں اس کے فضائل پر ایک مبسوط تقریر فرمائی اور جامع الفاظ میں اس کی فضیلتوں اور خوبیوں کو امت کے سامنے واضح فرمایا۔ اس خطبہ کا ایک ایک لفظ اس مہینے کی عظمت وفضیلت میں ڈوبا ہوا ہے چنانچہ ارشاد ہے يَا اَيُّهَا النَّاسُ قَدْ اَظَلَّكُمْ شَهْرٌ عَظِيْمٌ شَهْرٌ مُّبَارَكٌ شَهْرٌ فِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ جَعَلَ اللّٰهُ صِيَامَهٗ فَرِيْضَةً وَّقِيَامَ لَيْلِهٖ تَطَوُّعًا مَنْ تَقَرَّبَ فِيْهِ بِخَصْلَةٍ مِّنَ الْخَيْرِ كَانَ كَمَنْ اَدّٰى فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ وَمَنْ اَدّٰى فَرِيْضَةً فِيْهِ كَانَ كَمَنْ اَدّٰى سَبْعِيْنَ فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ - وَهُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ وَالصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ وَشَهْرُ الْمُوَاسَاةِ وَشَهْرٌ يُّزَادُ فِيْهِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ مَنْ فَطَّرَ فِيْهِ صَائِمًا كَانَ لَهٗ مَغْفِرَةً لِّذُنُوْبِهٖ وَعِتْقَ رَقَبَتِهٖ مِنَ النَّارِ وَكَانَ لَهٗ مِثْلُ اَجْرِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ

[ع] عام طور پر جس مہینے کو "شبرات" کا مہینہ کہا جاتا ہے اسی کو عربی میں شعبان کا مہینہ کہتے ہیں۔

يَنْتَقِصَ مِنْ اَجْرِهٖ شَيْءٌ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَيْسَ كُلُّنَا نَجِدُ مَا نُفَطِّرُ بِهِ الصَّائِمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِي اللّٰهُ هٰذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا عَلٰى مَذْقَةِ لَبَنٍ اَوْ تَمْرَةٍ اَوْ شَرْبَةٍ مِّنْ مَّاءٍ وَمَنْ اَشْبَعَ صَائِمًا سَقَاهُ اللّٰهُ مِنْ حَوْضِيْ شَرْبَةً لَا يَظْمَأُ حَتّٰى يَدْخُلَ الْجَنَّةَ وَهُوَ شَهْرٌ اَوَّلُهٗ رَحْمَةٌ وَّاَوْسَطُهٗ مَغْفِرَةٌ وَّاٰخِرُهٗ عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ وَمَنْ خَفَّفَ عَنْ مَّمْلُوْكِهٖ فِيْهِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ وَاَعْتَقَهٗ مِنَ النَّارِ (مشکوٰۃ ج ۱)

مطلب خیز ترجمہ :۔ لوگو! یہ خوشخبری سن لو، اور رحمت الٰہی کے خزانوں سے مالا مال ہونے کیلئے تیار ہو جاؤ، کہ تم کو ایک نہایت عظمتوں اور بڑی برکتوں والے مہینے نے اپنے سایے میں لے لیا ہے۔ لوگو! یہ رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے جسمیں اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی رات بنائی ہے کہ اس ایک رات کی عبادت اللہ کے نزدیک ایک ہزار مہینے کی عبادت سے بھی بڑھ چڑھکر ہے۔ یہ وہ مہینہ ہے جس میں دن کو روزہ رکھنا فرض اور رات میں نمازیں (تراویح) پڑھنا سنت ہے۔ اس مہینے میں اللہ تعالیٰ نفلی عبادتوں پر بھی وہ ثواب عنایت فرماتا ہے جو دوسرے مہینوں میں فرض ادا کرنے پر ملتا ہے۔ اور اس مہینے میں کسی ایک فرض کا ادا کرنا دوسرے مہینوں کے ستر فرضوں کے ادا کرنے کے برابر ہے۔ یہ مہینہ اپنے نفس کی ناجائز خواہشوں کو روکنے، اور رب کی عبادتیں کرنے کا ہے۔ جو شخص ایسا کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جنت کا مستحق ہے۔ یہ مہینہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی اور غمخواری نرمی اور مروت، محبت اور رواداری سے پیش آنیکا ہے۔ یہ وہ مہینہ ہے جس میں باری تعالیٰ اپنے مومن بندے کی روزی بڑھا دیتا ہے۔ اس مبارک مہینے میں جو شخص کسی روزے دار کو پیٹ بھر روٹی نہ کھلائے، بلکہ صرف روزہ افطار ہی کرا دے تو رب رحیم و کریم اس کے معاوضے میں اس کے سارے گناہ بخشکر اس کو جہنم سے آزاد کرے گا۔ اور روزہ رکھنے والے کے ثواب میں کسی قسم کی کمی کئے بغیر اس افطار کرانے والے کو بھی وہی ثواب دیگا، جو روزہ رکھنے والے کو ملے گا۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسولؐ! روزہ افطار کرانے کی تو آپ نے بہت بڑی فضیلت بیان فرمائی، لیکن ہم میں تو بہت سے ایسے بیچارے غریب ہیں کہ جن کے پاس اتنا ہے ہی نہیں کہ وہ کسی کا روزہ افطار کرا سکیں تو پھر ہم غریب تو اس نعمت سے محروم ہی رہے یہ انعام تو مالداروں ہی کو نصیب ہوگا۔ اس کے جواب میں حضورؐ نے فرمایا کہ نہیں نہیں! تم یہ نہ سمجھو کہ یہ ثواب بڑی بڑی لذیذ چیزوں اور عمدہ عمدہ کھانوں ہی پر ملے گا۔ نہیں، بلکہ یہ ثواب تو اللہ تعالیٰ اس غریب کو بھی دے گا جس کے پاس اتنا تھوڑا سا دودھ ہے کہ جو خود اس کیلئے بھی کافی نہیں ہے، لیکن وہ اسی میں پانی ملاکر اس کو بڑھا لیتا ہے۔ اور اسی پانی ملے ہوئے دودھ سے کسی کا روزہ افطار کرا دیتا ہے۔ یہ ثواب تو اس نادار کو بھی ملے گا جو صرف ایک کھجور ہی کھلا سکتا ہے۔ ہاں ہاں یہی نہیں! بلکہ خدائے کریم کا کرم تو اتنا عام ساہے اس کا فضل اتنا وسیع ہے کہ وہ اس محتاج و بے کس کو بھی اس انعام سے محروم نہیں کرے گا جو صرف ایک گھونٹ پانی ہی کسی روزے دار کو پلادے۔ اس کے بعد حضورؐ نے فرمایا کہ یہ ثواب اور فضیلتیں تو اس شخص کے لئے ہیں جو صرف افطار ہی کرا دے۔ لیکن اگر کوئی شخص کسی روزے دار کو پیٹ بھر کر کھانا کھلا دے تو پھر قیامت کے دن میدانِ محشر میں جب تمام عالم پریشان اور سراسیمہ ہوگا۔ گرمی اور تپش کی شدت سے بیتاب اور بے چین ہوکر، پانی کے لئے تڑپتا ہوگا

اس وقت اللہ تعالیٰ اس کو میرے حوض کوثر سے جس کا پانی شہد سے زیادہ شیریں اور لذیذ، دودھ سے زیادہ سفید اور خوشنما ہے پلائے گا۔ اس کے پی لینے کے بعد اس کی پیاس اور گرمی کی تمام کلفتیں دور ہوجائیں گی پھر اسے پیاس لگے ہی گی نہیں یہانتک کہ جنت میں داخل ہوجائے گا ـــــــ لوگو! یہ وہ مہینہ ہے کہ جس کے شروع میں اللہ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور اس کے درمیان میں گناہوں کی بخشش ہوتی ہے اور پھر اخیر میں لوگوں کو دوزخ کے عذاب سے نجات دی جاتی ہے۔ پس تم بھی اللہ کے دربار میں توبہ کرو، روؤ، گڑگڑاؤ، شاید اللہ تمہیں بھی اپنے ان بندوں میں شمار کرے جن پر اس کی رحمتیں نازل ہوں گی۔ جن کے گناہوں کو وہ بخشیگا، جنھیں وہ جہنم کے عذاب سے نجات دیگا ـــــــ اے وہ لوگ! جن کی ماتحتی میں غلام اور خدام ہوں ان کو چاہئے کہ اس مہینے میں اپنے غلاموں اور ماتحتوں سے کام کم لیں، ان کو بھی ذرا آرام کرنیکا موقع دیں اللہ ان کی اس مہربانی کے بدلے میں ان کی مغفرت فرمائیگا۔ اور ان کو عذاب نار سے رہائی بخشیگا۔

مسائل مسلمانو! یہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خطبۂ استقبالیہ میں یا اس کے علاوہ اور جن جن حدیثوں میں ماہ رمضان کی فضیلتوں اور برکتوں کا ذکر آیا ہے، یہ تمام برکتیں اور رحمتیں صرف ان سعادتمندوں اور اللہ کے نیک بندوں ہی کو حاصل ہوں گی جو بغیر شرعی عذر کے اس مہینے میں روزہ نہیں چھوڑتے۔ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے مطابق اپنے روزوں کو صحیح صحیح طور پر ادا کرتے رہتے ہیں۔ پس مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مختصر طور پر آپ کے سامنے روزے کے کچھ مسائل بھی بیان کردیئے جائیں تاکہ آپ ان کا لحاظ رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے اس فرض کو ادا کریں۔

اب ہم ان باتوں کو ترتیب وار آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں، جن پر ہر عاقل بالغ مرد و عورت کو (جو کسی شرعی عذر کے ساتھ معذور نہ ہو) عمل کرنا چاہیے۔

۲۹ یا ۳۰ شعبان کا روزہ اگر شعبان کی انتیس تاریخ کو رمضان مبارک کا چاند نظر آجائے تو اسی کی صبح سے روزہ شروع کردیا جائے۔ اور اگر بدلی یا گرد و غبار کی وجہ سے آسمان صاف نہ ہو اور چاند نظر نہ آئے تو پھر ابھی روزہ شروع نہ کیا جائے شعبان کے تیس دن پورے کرکے روزہ شروع کرے۔ بعض لوگ شعبان کی انتیس یا تیس تاریخ سے ہی روزہ رکھنا شروع کردیتے ہیں اور اپنے خیال میں اس کو احتیاط سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ شاید کہیں چاند ہوگیا ہو تو ہمارا ایک روزہ کم ہوجائیگا۔ حالانکہ یہ ان کی صریح جہالت اور نادانی ہے۔ حدیث شریف میں ایسے روزوں کی صاف صاف ممانعت آئی ہے چنانچہ ترمذی میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَقَدَّمُوْا شَہْرَ رَمَضَانَ بِصِیَامٍ قَبْلَہٗ بِیَوْمٍ اَوْ یَوْمَیْنِ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ رَجُلٌ کَانَ یَصُوْمُ صَوْمًا فَلْیَصُمْہُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رمضان کے مہینے سے ایک دو روز پہلے روزے نہ رکھو۔ ہاں اگر کوئی شخص ہر مہینے کے اخیر میں کچھ روزے رکھنے کا عادی ہے تو وہ اپنی عادت کے مطابق اس مہینے میں بھی رکھ لے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ۲۹ یا ۳۰ شعبان کو روزہ نہ رکھا جائے۔ (مگر جو عادی ہو)۔

تراویح جب یقین ہوجائے کہ اب کل سے روزہ شروع ہوجائیگا تو اسی رات سے عشا کی نماز کے بعد سے تراویح شروع

کردی جائے۔ تراویح کی نماز کی ترکیب اور تعداد وہی ہے جو تہجد کی نماز کی ہے کیونکہ یہ دونوں نمازیں ایک ہی ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں مَا کَانَ یَزِیْدُ فِیْ رَمَضَانَ وَلَا فِیْ غَیْرِہٖ عَلٰی اِحْدٰی عَشَرَۃَ رَکْعَۃً (بخاری مسلم) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاہے رمضان ہو یا غیر رمضان ہمیشہ (مغرب وعشا کے علاوہ) رات کی نماز (مع وتر کے) گیارہ ہی رکعت پڑھا کرتے تھے (ہاں اخیر عمر میں کچھ کم کردی تھیں، اور کبھی کبھی تیرہ بھی پڑھی ہیں) اس کے علاوہ ایک صاف اور صریح حدیث خاص تراویح کے متعلق حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ شَہْرِ رَمَضَانَ ثَمَانَ رَکْعَاتٍ فَاَوْتَرَ الحدیث (رواہ الطبرانی فی الصغیر ومحمد بن نصر المروزی فی قیام اللیل وابن خزیمۃ وابن حبان فی صحیحیہما) یعنی حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو رمضان کے مہینے میں آٹھ رکعتیں پڑھائیں پھر اس کے بعد (تین رکعت) وتر پڑھا۔"

ان دونوں روایتوں سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ تراویح کی نماز آٹھ اور مع وتر گیارہ رکعت ہی سنت ہے۔ اس کے خلاف جو لوگ بیس رکعتیں پڑھتے اور اسی کو سنت بتاتے ہیں وہ غلط ہے۔ خود حنفیوں کو بھی اس کا اعتراف ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تو تراویح کی نماز آٹھ ہی رکعت (بغیر وتر) کے ثابت ہے، بیس رکعت کا ثبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ہے۔ چنانچہ حنفیوں کے بہت بڑے عالم مولانا انور شاہ صاحب فرماتے ہیں ولا مناص من تسلیم ان تراویحہ علیہ السلام کانت ثمانیۃ رکعات (العرف الشذی ص۳۲۹) یعنی اس کے تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں کہ رسول علیہ السلام کی تراویح کی نماز آٹھ ہی رکعت تھی۔ اس سے آگے چلکر ص۳۳۰ پر ہے۔ واما النبی صلے اللہ علیہ وسلم فصح عنہ ثمان رکعات واما عشرون رکعۃ فھو عنہ علیہ السلام بسند ضعیف وعلی ضعفہ اتفاق۔ (العرف الشذی) یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تو صحیح طور پر صرف آٹھ ہی رکعت ثابت ہے۔ بیس رکعت والی روایت بالاتفاق ضعیف ہے۔" پس دوستو! انصاف کرو، کیا یہ ظلم نہیں کہ جو چیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح طور پر ثابت ہو۔ اسکو چھوڑ کر اس پر عمل کیا جائے جسکو خود بھی ضعیف مانتے ہیں۔

حنفیہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیس رکعت پڑھنے کا حکم دیا ہے اسی لئے ہم بیس پڑھتے ہیں۔ لیکن واضح رہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی صحیح طور پر اس کا ثبوت نہیں، خود حنفیوں کی معتبر کتاب "آثار السنن" میں ہے:۔ رجالہ ثقات لکن یحیی بن سعید الانصاری لم یدرک عمرؓ۔ یعنی اس کے راوی تو ثقہ ہیں لیکن یحییٰ بن سعید الانصاری جو حضرت عمرؓ سے اس واقعہ کو بیان کرتے ہیں انھوں نے حضرت عمرؓ کا زمانہ ہی نہیں پایا۔ پس لامحالہ کسی دوسرے سے سنکر بیان کررہے ہیں۔ اس کا پتہ نہیں کہ وہ کون ہے۔ ایسی روایت قابل عمل کیسے ہوسکتی ہے۔ اس کے علاوہ حضرت عمرؓ کے متعلق بعض روایتیں اور بھی پیش کی جاتی ہیں لیکن ان میں سے کوئی بھی ثابت نہیں ہے۔ بلکہ اس کے خلاف موطا امام مالکؒ وغیرہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے صحیح طور پر یہ ثابت ہے کہ آپ نے حضرت ابی بن کعبؓ اور حضرت تمیم داریؓ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو

تراویح کی نماز گیارہ رکعت (مع وتر) پڑھا کریں۔

اور اگر بالفرض یہ صحیح بھی مان لیا جائے کہ حضرت عمرؓ نے بیس رکعت پڑھنے کا حکم دیا، یا ان کے زمانے میں پڑھی گئی تو میں کہتا ہوں کہ جب خود حنفیوں کے بڑے بڑے علما یہ تسلیم کرتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے توصحیح طور پر آٹھ ہی رکعت (بغیر وتر) ثابت ہے تو پھر حضرت عمرؓ یا کسی دوسرے صحابی کا قول و فعل رسول اللہ کے مقابلے میں کیسے حجت ہوسکتا ہے۔ اور پھر ستم یہ کہ آٹھ رکعت کو خلاف سنت کہیں، اور بیس رکعت ہی کو سنت مانیں ع بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است۔ دوستو یہ تقلید کی کرشمہ سازیاں ہیں ؎

جنوں کا نام خرد رکھ دیا، خرد کا جنوں ✣ جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

اب آپ پر یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ سنت کے مطابق تو تراویح کی نماز صرف آٹھ ہی رکعت ہے اور تین رکعت وتر ملا کر کل گیارہ رکعت۔ لیکن اگر کوئی شخص **نفل** کے طور پر زیادہ پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتا ہے اس کیلئے کوئی بیس ہی کی تخصیص نہیں ہے، ۲۰، ۲۲، ۲۴، ۲۸، ۳۴، ۳۶، ۳۹، ۴۱ جتنی رکعتیں چاہے پڑھے۔ ان سب کا ثبوت صحابہؓ کے عمل سے ملتا ہے۔ علامہ عینی حنفی نے عمدۃ القاری میں ان سب آثار کو بالتفصیل ذکر کیا ہے۔

بعض جگہ یہ رواج ہے کہ جب تراویح کی نماز میں ایک مرتبہ پورا قرآن حافظ سنا کر ختم کر لیتا ہے تو پھر تراویح بند کر دیتے ہیں چاہے ابھی رمضان ختم ہونے میں کئی دن باقی ہوں لیکن یہ رواج بالکل غلط ہے۔ جب تک رمضان ختم نہ ہو تراویح برابر پڑھنی چاہیئے۔ اگر قرآن ختم ہوجائے تو پھر دوبارہ شروع کر دینا چاہیئے۔ قرآن ختم ہوجانے سے تراویح نہیں ختم ہوگی، بلکہ رمضان ختم ہونے سے تراویح ختم ہوگی اس لئے جب تک عید کا چاند نہ دیکھا جائے، یا تیس روزے پورے نہ ہوجائیں تراویح برابر جاری رہنی چاہیئے ✣

سحری | جب تراویح پڑھکر سو جائے تو پھر اخیر رات میں صبح صادق ہونے سے پہلے اٹھ بیٹھے، اور جو کچھ گھر میں میسر ہو اس وقت کھا پی لے۔ اسی کو "سحری" کہتے ہیں۔ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِي السَّحُوْرِ بَرَكَةً (ترمذی) یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو حکم دیکر فرمایا لوگو! سحری کھایا کرو، اس میں اللہ تعالیٰ نے برکت رکھی ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ مسلمانوں اور اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کے روزے میں یہ فرق ہے کہ مسلمان سحری کھاتے ہیں اور وہ نہیں کھاتے اسلئے ہمیں سحری کے وقت کچھ نہ کچھ ضرور کھا لینا چاہیئے۔ لیکن اتنا نہیں کہ صبح کو منہ سے بدبودار ڈکاریں آئیں اور بدہضمی کی شکایت ہوجائے۔ اگر کسی دن آنکھ نہ کھلی، یا کسی اور وجہ سے سحری نہ کھائی تو اس سے روزے میں کچھ خرابی نہیں ہوگی۔

روزے کی حالت | صبح کو سویرے اٹھکر فجر کی نماز ادا کرنا چاہیئے، اس کے بعد قرآن مجید کی تلاوت کرنی چاہیئے پھر اپنے کاروبار میں مشغول ہو کر اپنا کام کرے، جب نماز کا وقت آجائے تو وقت پر برابر نماز پڑھ لیا کرے، غیبت، چغلی،

جھوٹ، دغابازی، مکروفریب، جھگڑا لڑائی، گالی گلوچ وغیرہ سے قطعاً پرہیز کرے۔ اس دن کو تاش، چوسر، شطرنج، سنیما بائیسکوپ وغیرہ بیہودہ چیزوں میں نہیں گنوانا چاہیے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نیک کاموں میں صرف کرنا چاہیے، یہ دن گناہوں سے باز رہنے اور نیکیاں کمانے کے ہیں، ان کو غفلت اور معصیت میں گذارنا بڑی بدنصیبی کی بات ہے۔

افطاری شام کو جب افطاری کا وقت آئے تو وقت کا اچھی طرح خیال رکھنا چاہیے۔ پورب کی طرف سے جب آسمان میں سیاہی نمودار ہوجائے اور پچھم میں آفتاب غروب ہوجانے کا یقین ہوجائے تو روزہ فوراً افطار کردینا چاہیے وقت ہوجانے پر دیر نہیں کرنا چاہیے۔ یہ وقت دعا کے قبول ہونے کا بھی ہے۔ روزہ اگر کھجور سے افطار کرے تو بہتر ہے ورنہ چند گھونٹ پانی پی کر افطار کرنے کے بعد یہ دعا پڑھے ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوقُ وَثَبَتَ الْأَجْرُ إِنْ شَاءَ اللهُ پیاس بجھ گئی رگیں تر ہوگئیں اور اجر و ثواب بھی انشاء اللہ ثابت ہوگا یا یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ اے اللہ میں نے تیری ہی رضامندی کے لئے روزہ رکھا تھا اور تیری ہی دی ہوئی روزی پر افطار کیا۔

شب قدر اس مہینے کی وہ رات جس میں عبادت کرنا ایک ہزار مہینے کی عبادت سے بھی بڑھکر ہے جسکا نام شب قدر ہے وہ اسکے آخری دس دنوں میں ہوتی ہے چنانچہ ایک حدیث میں ہے۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ اَخْبَرَنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ قَالَ هِيَ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ لَيْلَةَ اِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ اَوْ ثَلَاثٍ وَّعِشْرِيْنَ اَوْ خَمْسٍ وَّعِشْرِيْنَ اَوْ سَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ اَوْ تِسْعٍ وَّعِشْرِيْنَ اَوْ اٰخِرِ لَيْلَةٍ مِّنْ رَمَضَانَ مَنْ قَامَهَا احْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ (ترغیب وترہیب) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں کو شب قدر کے متعلق خبر دی، اور فرمایا کہ وہ رات رمضان کے آخری دس دنوں میں (کسی طاق رات میں ہوگی) یعنی یا تو اکیسویں تاریخ کی رات ہوگی یا ۲۳ ویں یا ۲۵ ویں یا ۲۷ ویں یا ۲۹ ویں کی یا رمضان کی بالکل آخری رات جو شخص اس رات میں اجر و ثواب کی نیت سے نمازیں پڑھیگا اللہ تعالیٰ اس کے اگلے پچھلے سب گناہ بخشدیگا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شب قدر خاص ستائیسویں ہی تاریخ کو نہیں ہوتی بلکہ ان تاریخوں میں سے بلا تعیین کسی ایک تاریخ میں ہوگی۔ یہ جو مشہور ہے کہ ستائیسویں تاریخ کو ضرور شب قدر ہوتی ہے یا یہ "بڑی شب قدر" ہے۔ اور دوسری تاریخوں میں "چھوٹی" تو یہ بات بالکل غلط ہے۔ شب قدر تو صرف ایک رات ہے، اس میں چھوٹی بڑی کا عقیدہ محض جہالت ہے اور ستائیسویں تاریخ کو خاص سمجھنا بھی صحیح نہیں ہے۔ اگر اس رات کی برکتوں سے فائدہ اٹھانا ہو تو چاہیئے کہ اکیسویں تاریخ سے لیکر اخیر مہینے تک ہر طاق رات میں (یعنی ایک دن کا ناغہ کرکے) برابر عبادت کی جائے۔ یہ رات اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑی ہی افضل اور مرتبہ والی ہے۔ قرآن مجید میں تیسویں پارے کی "سورۃ القدر" اسی رات کی فضیلت کے بیان میں اتری ہے۔ جو لوگ ماہ شعبان کی "شب براۃ" کی عبادت کا شوق رکھتے ہیں یا فقیروں، مسکینوں میں کھانا تقسیم کرکے اپنے مُردوں کی روحوں کو ثواب پہنچانا چاہتے ہیں، ان کو چاہیئے کہ وہ سب

کچھ اس شب قدر میں کریں، اس رات میں روح امین حضرت جبریل علیہ السلام فرشتوں کی ایک جماعت میں زمین پر اترتے ہیں، اور ہر اس شخص (مرد ہو یا عورت) کے پاس آکر سلام ...... اور مصافحہ کرتے ہیں جو اللہ کی یاد میں مصروف ہو، چاہے نمازیں پڑھ رہا ہو، یا کھڑا ہو، یا بیٹھا ہو جو لوگ اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگتے ہوتے ہیں، ان کی دعاؤں پر یہ فرشتے آمین کہتے ہیں (ترغیب وترہیب) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اے اللہ کے رسولؐ اگر مجھے یہ رات ملجائے تو میں کیا دعا پڑھوں، تو حضورؐ نے ان کو یہ دعا سکھائی اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ۔ الٰہی! (میں گنہگار ہوں) تو بڑا معاف کرنیوالا، اور معافی کو پسند کرنیوالا ہے اسلئے (میری التجا ہے کہ) مجھے (بھی) معاف کردے۔" حدیث شریف میں ہے مَنْ حُرِمَھَا فَقَدْ حُرِمَ الْخَیْرَ کُلَّہٗ + (ابن ماجہ) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص اس رات کی عبادت سے محروم رہا، یہ سمجھ لو کہ گویا وہ ہر قسم کی نیکیوں اور بھلائیوں سے محروم رہا"

پس مسلم بھائیو! اس رات کو حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ اور چار پانچ روز رات کو محنت کرکے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرلو، اور اپنی ہر قسم کی حاجت اور مصیبت کو اس مالک کے سامنے پیش کرکے دونوں جہان کی بھلائیاں حاصل کرلو۔ نہ معلوم کس وقت موت کا پیغام آجائے۔ اور ہمیں یہ سارا سازوسامان چھوڑ کر الوداع کہنا پڑے۔ قبر کی تنہائی اور وحشت میں ہماری ہی عبادتیں کام آئیں گی۔ خدا کے یہاں سفارش کرینگی اور ہماری نجات کا باعث بنیں گی، ماں باپ بیٹا بیٹی، بھائی بہن، میاں بیوی، رشتہ کنبہ یہ سب دنیا کے جھمیلے ہیں، آخرت میں اپنے عمل کے سوا کوئی چیز سہارا نہ دے گی اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰہُ +

اعتکاف مسجد میں عبادت اور ثواب کی نیت سے بیٹھ جانا ہی اعتکاف ہے۔ رمضان شریف کے آخری دس دنوں میں اعتکاف کرنا سنت مؤکدہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اس کو ترک نہیں کیا جو شخص اس سنت پر عمل کرنا چاہے اسکو چاہئے کہ مسجد کے کسی کونے میں کپڑے وغیرہ سے گھیر کر ایک حجرہ کی شکل میں بنالے، اور پھر رمضان شریف کی بیسویں ہی تاریخ کو عصر کی نماز کے بعد آفتاب ڈوبنے سے پہلے پہلے اعتکاف کی نیت سے مسجد میں داخل ہوجائے۔ اور رات اس حجرے سے (جو اعتکاف کیلئے بنایا ہے) باہر ہی مسجد میں گذارے جب فجر کی نماز سے فارغ ہوجائے تو پھر اپنے حجرے میں داخل ہوجائے۔ اور تسبیح وتہلیل تلاوت قرآن مجید وغیرہ میں مشغول رہے اعتکاف کرنے والا پیشاب، پاخانے، اور اگر احتلام ہوجائے تو غسل کرنے کیلئے مسجد سے باہر جاسکتا ہے اور اگر اعتکاف کسی ایسی مسجد میں کیا ہے جہاں جمعہ نہیں ہوتا تو جمعہ پڑھنے کیلئے جامع مسجد میں چلا جائے لیکن نماز جمعہ پڑھکر پھر اپنی جگہ پر واپس آجائے۔ مسجد سے باہر نہ کسی جنازے میں شریک ہو، اور نہ کسی مریض کے گھر اس کی عیادت کیلئے جائے۔ ہاں اگر پیشاب پاخانے کیلئے جاتے ہوئے راستے میں کوئی بیمار آدمی ملجائے تو اس سے اسکی خیریت پوچھ سکتا ہے +

صدقہ فطر اگر رمضان مبارک کی ۲۹ تاریخ کو چاند نظر نہ آئے تو تیس روزے پورے کرنے چاہئیں۔ اسکے بعد شوال کا مہینہ شروع ہوگا۔ شوال کی پہلی تاریخ مسلمانوں کی عید کا دن ہے۔ یہ دن مسلمانوں میں بڑی خوشی اور مسرت کا ہے۔ ان کا بچہ بچہ خوشی میں سرشار ہوتا ہے۔ لیکن کچھ ہمارے ہی بھائی ایسے بھی ہوتے ہیں جو عید کا چاند دیکھتے ہی اداس پڑجاتے ہیں ان کا چہرہ رنج وغم سے ملول اور پژمردہ نظر آنے لگتا ہے۔ یہ وہ غریب اور مسکین لوگ ہوتے ہیں جن کے پاس نہ کھانے کیلئے غلہ ہوتا ہے اور نہ پہننے کے لئے کپڑا۔ یہ کیسی بے انصافی اور بے مروتی کی بات ہوگی کہ ہم اور ہمارے بچے تو عید کی خوشیاں منائیں۔ لیکن ہمارے ہی عزیز واقربا یا محلے اور پڑوس کے دوسرے بھائیوں کے بچے اس دن بھی فقر وفاقہ ہی میں رہیں۔ اسی لئے ہمارے رحم دل پیغمبرؐ نے اللہ ان پر درود سلام بھیجے، ہم کو حکم دیا ہے کہ ہم میں سے جس کو طاقت ہو، ہر چھوٹے بڑے، مرد عورت، لڑکا لڑکی، بوڑھے جوان کی طرف سے آج کے دن غریبوں اور محتاجوں پر صدقہ کرے اسی کو صدقۂ فطر کہتے ہیں۔ اس صدقے کی وجہ سے جہاں ہمارے غریب بھائیوں کو عید منانے کا موقع ملجائے گا۔ وہاں اللہ تعالیٰ ہماری ان خطاؤں کو بھی معاف فرمائیگا جو روزے کی حالت میں ہم سے ہوگئی ہیں۔

یہ صدقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں، اور آپ کے بعد صحابہؓ وتابعینؒ کے عہد میں بھی ناپ کردیاجاتا تھا۔ اور جس برتن سے ناپتے تھے اس کو "صاع" کہتے تھے۔ صاع سے ایک چھوٹا پیمانہ اور ہوتا ہے اس کو مُد کہتے ہیں۔ چار مُد کا ایک صاع ہوتا ہے۔ بس صاع سے ایک صاع، اور مُد سے چار مد ہر شخص کی طرف سے وہ غلہ دیا جائے۔ جو اپنے گاؤں یا شہر کی عام غذا ہو۔ مثلاً جو، گیہوں، چاول، کھجور۔ گیہوں بھی پورا ہی دینا چاہیئے۔ لیکن اگر کوئی کم استطاعت شخص دو مُد یعنی آدھا صاع بھی دیدے تو جائز ہے۔ مختلف غلوں کا وزن مختلف ہوتا ہے اس لئے وزن کی تعیین ٹھیک نہیں معلوم ہوتی۔ مُد یا صاع سے ناپ کرہی دینا اولی واحوط ہے یہ صدقہ نماز سے پہلے ہی تقسیم کردیا جائے۔ اگر نماز کے بعد ادا کیا جائے گا تو یہ صدقۂ فطر نہیں ہوگا بلکہ عام صدقات کی طرح ایک صدقہ ہوگا۔

نماز عید کیلئے نکلنا صبح سویرے غسل سے فارغ ہوکر اپنی وسعت اور طاقت کے مطابق اچھے کپڑے پہنے اگر میسر آئے تو خوشبو بھی لگائے، اور پانچ یا سات عدد کھجوریں یا کچھ اور کھا کر بلند آواز سے یہ کلمات پکارتے ہوئے عیدگاہ کی طرف جائے اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔ عیدگاہ پہنچکر تکبیر بند کردے اور اگر وضو نہ ہو تو وضو کرے۔ اور پھر تمام مسلمانوں کے ساتھ ملکر جماعت سے دو رکعت نماز ادا کرے۔ عیدگاہ میں کوئی نفل وغیرہ نہ پڑھے +

نماز عید کا طریقہ عید کی نماز بغیر اذان اور اقامت کے اس طرح ادا کی جائے کہ جب آفتاب دو نیزے

کی مقدار میں بلند ہوجائے توصفیں سیدھی کرکے امام آگے بڑھ جائے اور بلند آواز سے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہکر دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھائے اور پھر سینے پر باندھ لے۔ امام کے ساتھ مقتدی بھی آہستہ تکبیر کہکر اسی طرح نیت باندھ لیں۔ نیت باندھنے کے بعد سات مرتبہ پھر تکبیر (اللہ اکبر) امام زور سے اور مقتدی آہستہ سے کہیں۔ تکبیروں کے بعد دعاءِ ثنا۔ اَللّٰھُمَّ بَاعِدْ بَیْنِیْ یا سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ آہستہ سے پوری پڑھکر امام بلند آواز سے اور مقتدی آہستہ سے سورہ فاتحہ پڑھیں۔ جب امام سورہ فاتحہ ختم کرے تو امام اور مقتدی سب ملکر بلند آواز سے آمین کہیں۔ اس کے بعد مقتدی چپ چاپ کھڑے رہیں۔ اور امام سورہ اَعْلٰی یا سورہ قٓ پڑھے۔ جب قرأۃ ختم ہوجائے تو تکبیر پکارتے ہوئے رکوع میں جائے۔ رکوع اور سجدے کی کوئی خاص دعا یا ترکیب نہیں ہے۔ جیسے اور نمازوں میں ہے ویسے ہی اس میں بھی ہے جب سجدہ سے فارغ ہوکر ایک رکعت پوری کرلے تو تکبیر پکارتے ہوئے دوسری رکعت کیلئے کھڑا ہوجائے۔ کھڑے ہوکر قرأت شروع کرنے سے پہلے ہی پانچ مرتبہ امام پکار کر اور مقتدی آہستہ سے تکبیر کہیں۔ تکبیروں سے فارغ ہوکر بغیر دعاء ثنا پڑھے پہلی رکعت کی طرح سورہٗ فاتحہ پڑھی جائے۔ پھر امام سورہ غاشیہ یا سورہ قمر پڑھے۔ قرأت سے فارغ ہوکر معمول کے مطابق رکوع سجدہ۔ قعدہ۔ تشہد وغیرہ کے ساتھ نماز پوری کرکے سلام پھیرے۔ اگر نماز میں اتنے آدمی ہوں کہ سب لوگ امام کی تکبیر نہیں سن سکیں گے تو مقتدیوں میں سے ہر صف میں ایک دو آدمی ایسے مقرر کردیئے جائیں جو امام کی آواز سُنکر بلند آواز سے تکبیریں کہیں اور رکوع سجدہ میں جاتے اور اٹھتے ہوئے بھی امام کی تکبیر لوگوں تک پہنچائیں ۔

نماز کے بعد نماز سے فارغ ہوکر مقتدی اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہیں اور امام کھڑا ہوکر لوگوں کو خطبہ سُنائے خطبہ میں عید کے احکام وفضائل وغیرہ بیان کئے جائیں۔ اور وقت وزمانے کے لحاظ سے جو ضروری باتیں ہوں، مسلمانوں کو سمجھائی جائیں پھر دعا کے بعد لوگ اپنے اپنے گھروں کو واپس ہوجائیں جس راستہ سے عیدگاہ آئے تھے اب واپس جاتے ہوئے اس کو چھوڑ کر دوسرے راستہ سے جائیں۔ یہ دن کھانے پینے اور خوشی کا ہے۔ لیکن ناجائز کھیل تماشے میں مشغول ہوکر رمضان مبارک کی تمام نیکیوں کو برباد نہیں کرنا چاہیئے ۔

چھ عیدی روزے جس کو توفیق اور ہمت ہو وہ عید کے دوسرے دن سے یا دو چار روز بعد سے ، پے درپے یا ناغہ دیکر اسی مہینے میں چھ روزے اور رکھ لے تو اس کو اللہ تعالیٰ ایک سال کے روزوں کا ثواب عنایت فرمائیگا۔ انہی روزوں کو "چھ عیدی" روزے کہا جاتا ہے ۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے احکام پر خلوص کے ساتھ عمل کرنے کی توفیق بخشے اور ان کو قبول فرمائے ۔

اللہم آمین